مولانا گل رحمٰن،
مدرس جامعہ ابوہریرہ

مجھے یاد ہے ذرا ذرا

محبت بھری ادائیں، شفقتیں وتواضع، عاجزی وانکساری، اپنے شیخ سے محبت، فنائیت، شیخ کے خاندان کے اکابر واصاغر سے والہانہ تعلق اور اصاغر کی تشجیعات

۱۹۹۷ء سے مجھے استادِ مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کی صحبت، خدمت اور رفاقت کی سعادت حاصل رہی ہے، ان کی دیکھا دیکھی قلم کاغذ بھی ساتھ رہتا ہے اور ڈائری بھی، اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق ڈائریوں میں کچھ باتیں لکھ لیا کرتا ہوں۔ حضرت حقانی صاحب کی معیت میں جب کبھی بھی شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدظلہ کے ساتھ سفر ہوا یا ملاقات ہوئی یا کوئی نشست، تو احقر نے ان کے حوالے سے بھی اپنے کچھ مشاہدات اور آنکھوں دیکھے واقعات اور یادداشتیں لکھ رکھی تھیں۔ چند لمحے فرصت کے ملے تو وہی یادداشتیں نقل کر کے مرتب کرلی ہیں۔ افادۂ عام کے لئے نذرِ قارئین ہیں...... (گل رحمٰن)

سادگی اور رواداری

شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہؒ بڑے بے تکلف سادہ اور وضع قطع کے لحاظ سے بھی بہت بھولے بھالے نظر آتے تھے، عام گفتگو میں کبھی بھی عالمانہ ٹھاٹھ باٹھ یا مدرّسانہ شان وشوکت کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ احقر ابھی جامعہ ابوہریرہ میں نووارد اور پہلے درجے کا ادنیٰ طالب علم تھا، اور حسبِ ضرورت وقتاً فوقتاً گاڑی کی ڈرائیونگ بھی کرلیا کرتا تھا۔

مخاطب کے ذہنی سطح کے مطابق گفتگو

سن اور تاریخ تو یاد نہیں مگر اندازۃً تیرہ چودہ سال قبل کی بات ہے مانسہرہ میں جلسہ ختم ہوا تو شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہؒ نے فرمایا: میں نے بھی تمہارے ساتھ اکٹھے جانا ہے، تمہیں راستے کا ساتھی مل جائے گا اور مجھے گاڑی کی لفٹ مل جائے گی، رات گئے تک جلسہ جاری رہا، واپسی پر حضرت الشیخ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر میرے ساتھ بیٹھ گئے، چند لمحے بعد حضرت کو اندازہ لگ گیا کہ رات بیت گئی ہے ڈرائیور کا عنفوانِ شباب ہے، اللہ نہ کرے کہ اسے اونگھ آجائے اور گاڑی حادثے کا شکار ہوجائے، حضرتؒ نے اپنی گفتگو کا رُخ میری طرف موڑ لیا،

حضرتؒ نے اپنے عظمتِ مقام اور رفعتِ شان کی بلندیوں سے بہت نیچے اُتر کر عوامی سطح پر گفتگو شروع کر دی۔ لطائف، ظرائف، ڈرائیوروں کے قصے، گاڑیوں کی باتیں، نوجوان ڈرائیوروں کی حرکتیں، چند ہی لمحے گذرے تھے کہ احقر کی طبیعت کھل گئی، ہشاش بشاش ہوگیا، اب میرا یہ تصور ہی ختم ہوگیا کہ میں ایک عظیم شیخ الحدیث، ایک بہت بڑے محدث، اور ایک عظیم سپہ سالار اور میدانِ جہاد کے جرنیل کے ساتھ بیٹھا ہوں بلکہ اپنے لب ولہجہ اور اپنی ذہنی سطح کی ایک محفل ہے، لاری اڈہ کا ماحول ہے ڈرائیوروں کی نشست ہے، درجہ اولیٰ کے طلبہ کی جماعت ہے، اب میں نے بھی باتوں میں حصہ لینا شروع کر دیا، کھل کھلا کر ہنسنے بھی لگا، میرے ذہن سے سفر کی صعوبت اور طوالت کا بوجھ ختم ہوگیا، مجھے ایسے لگا جیسے میں اپنے کسی ہم عمر بے تکلف دوست کے ساتھ سیر وتفریح کے لئے نکلا ہوا ہوں۔ مانسہرہ سے کامرہ پہنچے، شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہؒ نے استاذِ مکرم مولانا عبدالقیوم حقانی سے کہا: گل رحمٰن' بڑی اچھی ڈرائیونگ کرتا ہے، بڑا اچھا بچہ ہے، اس کی ضیافت کرنی چاہئے، حضرتؒ نے وہاں کے ایک معروف ہوٹل کے سامنے گاڑی رُکوادی، اور مرغ پیس کا آرڈر دے دیا، استاد جی حضرت حقانی صاحب نے کہا: گل رحمٰن تمہارے ساتھ ہمارے بھی وارے نیارے ہوگئے ہیں۔

بہرحال! اس طویل داستان سے غرض ایک بات عرض کرنی ہے ہم اکوڑہ خٹک پہنچ گئے حضرتؒ کو اپنے گھر اُتار دیا، اور ہم جامعہ ابوہریرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ احقر نے (اپنی ناقص ذہنی سطح کے مطابق) استاد جی حضرت حقانی سے کہا: استاد جی! آپ نے تو کہا تھا کہ مولانا شیر علی شاہؒ بڑے عالم، جید مدرس اور بہت بڑے شیخ الحدیث اور بڑے بزرگ ہیں۔ یہ کیسے بزرگ ہیں، چار گھنٹے اکٹھے سفر کیا، میں نے تو اس کی کوئی بزرگی نہیں دیکھی، نہ ذکر، نہ درود شریف اور نہ تسبیحات' وہ تو سارے راستے میں بچوں کی، ڈرائیوروں کی، اور کاشتکاروں کی باتیں کرتا رہا، پتہ نہیں اس سے طالب علم سبق کیسے پڑھتے ہوں گے اور یہ سبق کس طرح پڑھاتے ہوں گے؟

حقانی صاحب نے فرمایا: گل رحمٰن! مولانا شیر علی شاہ صاحب نے اپنے عظمتِ مقام' رفعتِ شان' بزرگی و تقدس اور کمالِ ولایت کو لطائف وظرائف اور سامعین کے ذہنی سطح کے مطابق گفتگو کرنے کے پردے میں چھپا رکھا ہے۔ خدا گواہ ہے اُس وقت حقانی صاحب کا یہ ارشاد بھی میری سمجھ سے بالاتر تھا۔

مشن سے جنون کی حد تک محبت

طالبان دورِ حکومت میں بڑی سطح پر فتوحات اور کامیابیوں پر گوجرانوالہ میں ایک بہت بڑی جہادی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ استاد جی مولانا حقانی مدظلہم بھی مدعو تھے، سخت سردی کا موسم تھا، ہم لوگ خالق آباد سے طویل سفر کر کے رات گیارہ بجے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے، شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہؒ کا بیان جاری تھا، وہ بیان سے فارغ ہوئے تو سٹیج پر ملاقات ہوگئی۔ حقانی صاحب نے عرض کیا: حضرت! کب پہنچے؟ فرمایا: کوئی پون گھنٹہ قبل پہنچا۔ میرے

اصرار پر آتے ہی بیان کا موقع دے دیا، آہستہ سے حقانی صاحب کے کان میں کہا: اگر گنجائش ہو تو میری واپسی تمہارے ساتھ ہو جائے بشرطیکہ گاڑی میں ایک شخص کی گنجائش ہو۔

حقانی صاحب نے عرض کیا: حضرت! آپ کی ہمارے ساتھ واپسی اور سفر ہمارے لئے سعادت ہے، افتخار ہے۔ حقانی صاحب نے پوچھا: حضرت! آنا کن کے ساتھ ہوا؟ فرمایا: کانفرنس میں آنا ضروری تھا، جہاد کانفرنس تھی، ٹیکسی ڈرائیوروں سے رابطہ کیا کوئی بھی نہ ملا، بالآخر لاہور کا ڈبہ (بس) آرہا تھا، اشارہ دیا: رُک گیا، کنڈکٹر نے کہا: باباجی! گاڑی میں جگہ نہیں ہے چھت پر بٹھا کر لے جائیں گے۔ میں نے کہا: غنیمت ہے۔ فوراً چھت پر چڑھ گیا، اور ربّ نے پہنچادیا۔ سردیوں کا موسم تھا، ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں، ویسے بھی سردی سے لوگ ٹھٹھر رہے تھے اور جب چھت پر آدمی بیٹھ جائے، بڑھاپا بھی ہو، اور تیز ہواؤں کا سامنا بھی، تو چھت پر بیٹھنے والے کا کیا حشر ہوگا؟ مگر ایک جذبۂ جہاد تھا جس نے یہ تمام صعوبتیں برداشت کرنے پر حضرتؒ کو آمادہ کر رکھا تھا۔ اس کے بعد حضرتؒ نے سٹیج سیکرٹری سے کہا: حقانی صاحب کو فوراً بیان کا وقت دو کہ ہم نے واپس جانا ہے۔ حضرت حقانی صاحب کے بیان کے بعد واپسی ہوئی۔ حضرتؒ کی خوش طبعیاں، بذلہ سنجیاں، بے تکلفیاں اور ظرائف و لطائف، چھ سات گھنٹے کا طویل سفر لمحوں میں گذر گیا۔ احقر ڈرائیونگ کرتا رہا، میری خوش نصیبی یہ کہ چھ سات گھنٹے کے طویل سفر میں حضرتؒ کی توجہات کا منظورِ نظر اور تمام تر گفتگو کا مخاطَب میں رہا۔

اصاغر نوازی اور تواضع کی انتہاء

علاقہ بھر کے معروف بزرگ استاذ' استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد داؤد صاحب (خان ٹاؤن) جن کے ہاں جلسہ تھا جامع مسجد سعد یہ اندر باہر بھری ہوئی تھی اندرونی ہال' برآمدہ اور بیرونی صحن میں بھی قدم رکھنے جگہ نہیں تھی، استاذِ مکرم شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی کا بیان جاری تھا کہ مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحبؒ تشریف لے آئے، لوگ راستہ دینے لگے، ڈاکٹر صاحب مسجد کے دروازے کے ساتھ آخر پر ایک کونے میں چپکے سے بیٹھ گئے، حضرتؒ کے خدام اور منتظمین نے درخواست کی کہ اندر تشریف لے چلیں، فرمایا: نہیں، حقانی صاحب کا بیان شروع ہے ان کی تقریر میں خلل ہوگا۔ کافی دیر تک باہر بیٹھے اور تقریر سنتے رہے۔ حقانی صاحب کا بیان ختم ہوا تشریف لائے، چہرے پر بڑی بشاشت تھی، تقریر کے لئے بلائے گئے تو فرمایا: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کا عالمانہ' فاضلانہ اور مؤثر بیان آپ نے سن لیا، مولانا حقانی مدرس' مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے خاصے ادیب اور محبوب خطیب بھی ہیں، ان کے بیان کے بعد کسی دوسرے کی تقریر نہیں جمتی، آپ لوگ ان کی تقریر سے محظوظ ہوتے رہے، میں حضرت مولانا قاری محمد داؤد کے حکم و اصرار پر مختصر معروضات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اس روز ہم نے یہ دیکھا کہ سفیر اسلام، المجاہد الکبیر، محدثِ جلیل مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ کے دل میں

اپنے چھوٹوں کے لئے کتنا بڑا مقام ہے اور وہ اپنے چھوٹوں کا کس قدر احترام کرتے ہیں۔ مولانا حقانی حضرتؒ کے شاگرد تو نہیں ہیں مگر ان کی شاگردوں کی جگہ پر ہیں، مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ نے ان کا کس قدر اکرام فرمایا، ان کی تقریر کے دوران سٹیج پر جانا بھی گوارا نہ کیا اور ان کی تقریر کے اختتام تک جلسہ گاہ کے ایک کونے میں چپکے سے بیٹھے اور بیان سنتے رہے۔

قرابت داری اور صلہ رحمی کا احساس

تاریخ تو یاد نہیں اندازاً کوئی دس گیارہ قبل کا واقعہ ہے احقر حضرت الاستاذ مولانا عبدالقیوم حقانی کے ساتھ سفر پر تھا، فون کی گھنٹی بجی، مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ نے فرمایا کہ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب سے بات کرنی ہے، میں نے فون استاذِ مکرم مولانا حقانی کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا: حضرت! مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدظلہم رابطے میں ہیں۔ حقانی صاحب نے فون لیا، تو حضرت فرما رہے تھے، حقانی صاحب! تم سفر میں ہو اور میں تمہارے درِدولت پر حاضر ہوں، حقانی صاحب نے عرض کیا: حضرت حکم فرمائیے، فرمایا: فلاں تاریخ تم نے میرے ساتھ چنگلئی (بونیر) جلسہ پر جانا ہے، ان لوگوں کا اصرار ہے کہ حقانی صاحب کو ساتھ لانا ہوگا۔ ڈائری دیکھ لو اس کے لئے وقت نکالنا ہے اور اسے میرا ذاتی جلسہ سمجھو، مقررہ تاریخ پر پھر ٹیلی فون آیا، مولانا شیر علی شاہؒ فرما رہے تھے حقانی صاحب! آج بھی حسبِ سابق تمہارے درِدولت پر حاضر ہوں، اور تم پھر سفر میں ہو، جلدی تشریف لائیے، مزید تاخیر نہیں ہونی چاہئے، حقانی صاحب نے عرض کیا: حضرت! چند لمحے بعد پہنچ رہا ہوں اکٹھے چلیں گے، فرمایا: میرے ساتھ خواتین ہیں اور میں جا رہا ہوں، آپ میرے پیچھے آجائیں۔ حقانی صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ مولانا شیر علی شاہ صاحبؒ نے کبھی بھی کسی جلسہ میں شرکت کے لئے اس قدر تاکید نہیں کی، پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہوں کہ حضرت بڑی تاکید کر رہے ہیں اصرار پر اصرار، بلکہ خود تشریف لا کر مجھے دعوت دی اور اب ساتھ لے جانے کے لئے تشریف لے آئے ہیں ہمیں فوراً جانا چاہئے، تاخیر نہ ہو جائے، بعض اوقات ادنیٰ تاخیر باعث شرمندگی بن جاتی ہے۔

ہم لوگ چنگلئی پہنچ گئے، راستے میں ڈاکٹر صاحب رابطے میں تھے کہاں پہنچے ہو؟ فلاں راستہ اختیار کرو، ہدایات دیتے اور رہنمائی فرماتے رہے۔ وہاں پہنچے تو ڈاکٹر صاحب سراپا انتظار واستقبال تھے، حقانی صاحب کا استقبال وکرام فرمایا، گویا کہ ہم ان کے ہاں ان کے اپنے گھر میں ان کے ذاتی پروگرام میں شریک ہو رہے ہیں۔ دسترخوان بچھایا گیا چائے ودیگر مفرحات سے دسترخوان سجایا گیا، حضرت الشیخ خود بھی بڑے سجے سجائے ہوئے تھے، مجھے تو پس منظر کا علم نہیں تھا مگر حقانی صاحب آثار وقرائن سے سمجھ گئے کہ یہ گھرانا حضرت ڈاکٹر صاحب کا نیا ہونے والا سسرال ہے، جلسے کا پروگرام ان کے سسر کا ہے، حضرت کی نئی شادی کو ابھی چند ماہ گذرے ہیں، اس لئے حضرت دولہا بن کر آئے ہیں۔ حقانی صاحب بھی بار بار انہیں ''دولہا میاں'' کہہ کر مخاطب ہو رہے تھے۔

حضرت کو اپنے قرابت داروں اور صلہ رحمی کا بڑا احساس تھا جلسہ شروع ہوا حضرت الشیخ کی صدارت تھی، حقانی صاحب سے فرمایا: میرے سسرال کے لوگوں سے آپ کی کوئی پرانی ناراضگی چلی آرہی ہے خدارا! سب کچھ دل سے نکال دو، پرانی کدورتیں ختم کردو، دل میں کوئی خلش باقی نہ رہے تو تقریر مخلصانہ ہوگی اور بیان مؤثر رہے گا۔

حقانی صاحب نے عرض کیا: حضرتؒ! ان لوگوں کو ویسے وہم سا ہے، مجھے ان لوگوں سے کوئی گلہ نہیں ہے اب تو آپ کا رشتہ جڑ گیا ہے یہ ہمارے سروں کے تاج اور آنکھوں کے تارے ہیں۔ حقانی صاحب کا بیان شروع ہوا، شیخ صاحب ٹکٹکی باندھے ان کی باتیں غور سے سن رہے تھے، جلسہ کے بعد ان لوگوں نے جلوس کا اہتمام بھی کر رکھا تھا، شیخ صاحبؒ نے حقانی صاحب سے کہا: آپ چلیں، آپ کو اجازت ہے۔ آپ کی ذمہ داریاں بھی متنوع ہیں، میں نے تو جلوس میں بھی شرکت کرنی ہے، میرے تو گھر کی بات ہے۔

ہاں! اس موقع پر بھی دسترخوان پر وہی بے تکلفی، وہی لطائف، وہی ظرائف چلتے رہے جو حضرتؒ کی طبعی افتاد تھی۔ حقانی صاحب نے نئے نکاح کی بات چھیڑی جواب میں سارا پس منظر اور تمام تر مراحل بیان کر ڈالے، ساس نے جو خواب دیکھا تھا وہ تفصیل سے سنا دیا، ان کے بڑے صاحبزادے مولانا امجد علی شاہ نے جو مخلصانہ کردار ادا کیا تھا اس پر اپنی خوشی ومسرت کا اظہار کیا اور ان کے لئے ڈھیروں دُعائیں کیں۔

وہ گویا فرشتے تھے

ایک روز دن کے تقریباً گیارہ بجے اچانک دیکھا کہ حضرت ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی جامعہ ابوہریرہ تشریف لائے۔ میں نے دوڑ کر حضرت حقانی صاحب کو اطلاع دی وہ کتب خانے سے نیچے آگئے اضیاف کا استقبال کیا، مہمان خانہ میں بٹھایا، ہمیں اضیاف کے لئے چائے وغیرہ کا کہا اور خود اضیاف کے ساتھ بیٹھ گئے، تینوں حضرات کی طویل مشاورت ہوئی، دو ڈھائی گھنٹے کے بعد جب اضیاف چلے گئے تو حضرت حقانی صاحب کے چہرے پر مسرت، خوشی اور فرحت وانبساط کے آثار نمایاں تھے، میں نے عرض کیا: حضرت ڈاکٹر صاحب اور ہزاروی صاحب تشریف لائے تھے اور طویل مشاورت ہوئی کوئی خاص بات تھی؟ ارشاد فرمایا: ہاں! حضرت ہزاروی صاحب حکیم و دانا بزرگ ہیں، صرف ذاکر وشاغل ہی نہیں دینی تعلیمات کے حوالے سے مردِ کامل ہیں، انہوں نے اولاً ڈاکٹر صاحب کے ساتھ طویل مشاورت کی دونوں باہمی مشورہ کے بعد میرے پاس تشریف لائے، حضرت ہزاروی صاحب کی حکیمانہ گفتگو نے دل موہ لیا، ڈاکٹر صاحب نے اپنے تجربات' مشاہدات بیان فرمائے اور دل کھول کر اپنا موقف بیان کیا، دورانِ گفتگو ایک موقع ایسا بھی آیا کہ ان حضرات کی باتیں ایسی لگیں گویا ملھم مِن اللہ ہیں ساری باتیں الہامی ہیں ......

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حضرت ڈاکٹر صاحب گو کہ حضرت ہزاروی مدظلہم کی تجویز وتحریک پر سرگرمِ عمل تھے مگران کے تجربات اور مشاہدات حقائق پر مبنی تھے۔ انہوں نے مجھے کامیابی' کامرانی اور فتح مندی کی شاہراہ پر ڈال دیا، مجھے علمی' دینی' تدریسی' تصنیفی' تنظیمی اور اشاعتی کام کے لئے اطمینان وسکون کی فضائیں مہیا کردیں۔ و اجرھم علی اللہ۔ وہ گویا فرشتے تھے جو اللہ کی طرف سے میری مدد اور نصرت کے لئے بھیجے گئے تھے۔

دعاؤں کا خصوصی اہتمام

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ نے ''زبدۃ القرآن'' کے نام سے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے تفسیری افادات لکھنا شروع کئے، کتاب مکمل ہوئی، شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی نے تکمیل پر مبارکباد دی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے فرمایا: آپ کی تبریک وتحسین اور تائید وتصویب پر شکرگزار ہوں، اب مرحلہ طباعت، اشاعت، تعارف اور علمی حلقوں میں اس کے پہنچانے کا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ القاسم اکیڈمی اس کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ حقانی صاحب نے فرمایا: لبیک' ہمارے لئے سعادت ہے، افتخار ہے، اپنے حالات اور وسائل کا حجم ہمیں معلوم ہے، اور اپنی بھی ڈھیروں کتابیں طباعت کی منتظر ہیں مگر آپ کی خواہش اور تمنا، ہمیں اپنی تمناؤں اور خواہشات سے زیادہ عزیز ہیں، کیا عجب کہ آپ کے دل سے دُعا نکلے اور ہمارا کام بن جائے، مسودات میں نے وصول کر لئے، القاسم اکیڈمی کی نشر واشاعت اور پریس کے اُمور کے ذمہ دار ساتھی حضرت مولانا سید محمد حقانی فاضل حقانیہ ومدرس جامعہ ابوہریرہ کے حوالے کردیے کتاب چھپ کر آ گئی تو حضرت بے حد خوش تھے، فرمایا: امام لاہوریؒ کی روح بھی خوش ہوگی، فرمایا: القاسم اکیڈمی کے کارکن اور خدام لائق صد تبریک وتحسین ہیں کہ فروغِ علم، ترویج تفسیر کے کاموں میں ذاتی دلچسپی لیتے ہیں، فرمایا: نشر واشاعت، تحریر وتصنیف اور قلمی کاموں کے حوالے سے القاسم اکیڈمی اور اس کے بانی وسرپرست مولانا عبدالقیوم حقانی کے لئے خصوصیت سے دُعاؤں کا اہتمام کرتا ہوں۔

آنکھوں کا نور دل کا سرور

جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی کا سندھ کی سطح پر دینی مدارس کے طلبہ کا تقریری مقابلہ تھا، مولانا عبدالقیوم چیف جج بھی تھے اور بطورِ خطیب کے مہمانِ خصوصی بھی، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ صدرِ جلسہ تھے، احقر بھی ایک خادم کی حیثیت سے حقانی صاحب کی رفاقت وخدمت کی سعادت سے سرفراز تھا، مخدومزادہ مولانا حافظ محمد قاسم صاحب بھی جامعہ احسن العلوم کراچی سے تشریف لاکر اپنے والد کی خدمت کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ شیخ

التفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ نے حقانی صاحب کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ آپ سے خصوصی مشورہ کرنا ہے۔ میری تفسیر (تفسیر الحسن البصری) کمپوزنگ کے مراحل سے گذر کر اشاعت کے لئے تیار ہے، شایانِ شان چھپے، کاغذ عمدہ ہو، طباعت معیاری ہو اور بیروت طرز کی حسن طباعت سے مرصع ہو، میں چاہتا ہوں یہ کام آپ کریں اپنے اداروں سے کرائیں تو یقیناً میرے دل کے لئے سرور اور آنکھوں کا نور بنے گا۔

حقانی صاحب نے عرض کیا: حضرت! میرے لئے تو آپ کے ارشاد کی تعمیل سعادت ہے مولانا سید محمد حقانی جو القاسم اکیڈمی کے رُکن بھی ہیں، جامعہ حقانیہ کے فاضل بھی اور جامعہ ابوہریرہ کے مدرس بھی ہیں، ہمارے تمام اشاعتی اُمور اور پریس کے کاموں کی تمام ذمہ داریاں وہی نبھاتے ہیں، اس حوالے سے انہیں بھرپور تجربہ بھی حاصل ہے وہ آغازِ کار سے تکمیل اور انتہاء تک تمام اُمور کی خودنگرانی کرتے ہیں، حضرت نے حقانی صاحب کی باتیں سنیں تو فرمایا: مجھے تو ویسے بھی آپ پر اعتماد ہے، مگر آپ کی واضح گفتگو سے مزید اعتماد بڑھ گیا ہے۔ کراچی سے واپس ہوں گے تو میں مسودات آپ کے حوالے کردوں گا، چنانچہ واپسی پر حقانی صاحب نے ساری ذمہ داریاں مولانا سید محمد حقانی کے سپرد کریں، کتاب چھپ کر آگئی پورے ملک میں اس کی عمدہ اشاعت اور شاندار طباعت کی دھوم مچ گئی، حضرت ڈاکٹر صاحب بے حد خوش ہوئے اور ہر ملنے والے سے اپنی کتاب، حقانی صاحب کی دلچسپی، مولانا سید محمد کی محنت کا ذکر کرتے، قلیل ترین مدت میں سارا ایڈیشن نکل گیا۔

اور اب دوسرے ایڈیشن کی تیاریاں شروع تھیں، حضرت کی توجہات ادھر مبذول تھیں، دوسرے ایڈیشن کے شدید منتظر تھے کہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ مجھے یاد ہے جب حضرت کے پاس تفسیر الحسن البصری کا پہلا نسخہ طبع ہوکر پہنچا تو دوگانہ تشکر امتنان بجالائے، حقانی صاحب کو تشکر و امتنان کا فون کیا اور دیر تک مشفقانہ دعاؤں سے نوازتے رہے۔ آنے جانے والے اور ملاقاتیوں سے اپنی تازہ کتاب کا تعارف بھی کراتے اور اکیڈمی کے اشاعتی کردار کو بھی سراہتے۔

ایک روز فرمایا: تفسیر الحسن البصری کی عمدہ طباعت میری دلی خواہش تھی الحمد للہ کہ مولانا حقانی اور مولانا سید محمد نے میری توقعات سے بڑھ کر عمدہ زیورِ طباعت سے آراستہ کرکے اسے شاندار طریقہ سے منظر عام پر لانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

کیا عجب' تمہارا یہ حسنِ تعلق میری نجات کا وسیلہ بن جائے

شرعاً مسنون داڑھی کتنی ہے؟ داڑھی رکھنے کا حکم کیا ہے اور داڑھی منڈانے اور کتروانے والے کا شرعاً حکم کیا ہے؟ حضرت ڈاکٹر صاحب نے عربی میں اس پر ایک مدلل' محقق اور مختصر مگر جامع رسالہ تحریر فرمایا۔ مولانا عبدالقیوم حقانی کی تجویز وتحریک پر القاسم اکیڈمی کے رُکن مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا،

مولانا حقانی نے تصحیح بھی کی اور بغلی سرخیاں بھی لگائیں، مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ نے خود بھی نظر ثانی فرمائی۔ ''اسلام میں داڑھی کا مقام'' اکیڈمی سے چھپ کر منظر عام پر آ گیا۔ مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ نے دیکھا تو بے حد خوش ہوئے القاسم اکیڈمی کے اشاعتی کردار کو سراہا، فرمایا: میں نے صرف اپنے دل میں اس کے اردو ترجمہ کی تمنا کی تھی ابھی زبان پر نہ لایا تھا کہ تم لوگوں نے چھاپ کر میرے سامنے رکھ دیا، کیا عجب کہ تمہاری یہ محبت، حسنِ عقیدت، حسنِ تخیل اور حسن تعلق میرے لئے آخرت میں بخشش اور نجات کا ذریعہ بن جائے۔

مادرِ علمی سے لپٹے رہتے ہیں

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا عطاء المہیمن صاحب جامعہ ابو ہریرہ تشریف لائے، ان کی آمد کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوار الحق بھی ان سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ جامعہ کے کتب خانے میں اکابر کی ملاقات ہوئی، مولانا عطاء المہیمن نے جامعہ ابو ہریرہ کے قیام، ترقی و استحکام کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی کرامت قرار دیا، ارشاد فرمایا کہ سایہ دار درخت کے نیچے کسی بھی پودے کی چھوٹی سی کونپل بھی نشو و نما نہیں پاتی، مگر یہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شجر سایہ دار کی برکت ہے کہ نہ صرف یہ کہ جامعہ ابو ہریرہ کی کونپل کو پھوٹنے دیا بلکہ جامعہ حقانیہ کے مبارک سایہ میں اُبھری بھی، تناور بھی ہوئی اور شجر ثمر آور بھی بن گئی۔ شیخ الحدیث مولانا انوار الحق نے فرمایا: میں جامعہ ابو ہریرہ کو دارالعلوم حقانیہ کی صرف ایک شاخ ہی نہیں، اس کی درسگاہ اور جامعہ حقانہ کا ایک جزو لاینفک یعنی لازمی حصہ سمجھتا ہوں۔ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ نے فرمایا: ہم لوگ جامعہ ابو ہریرہ کو جامعہ حقانیہ ہی کا ایک جزء سمجھتے ہیں۔ یہاں کے تمام اساتذہ حقانی فضلاء ہیں۔ مولانا عبدالقیوم حقانی اپنی مادر علی جامعہ حقانیہ سے جڑے بلکہ لپٹے رہتے ہیں، انہیں اپنی مادرِ علمی سے نہ صرف محبت و نسبت ہے بلکہ جنون کی حد تک عشق بھی ہے، جس کی برکتیں عیاں ہیں، مزید برکتیں بھی ظاہر ہوں گی۔

حسن اعتماد اور تشجیعات

جامعہ اشاعت القرآن گلستان ٹاؤن' راولپنڈی کے مہتمم حضرت مولانا قاری فضل ربی مدظلہ کی دعوت پر ختم بخاری کی تقریب تھی، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ نے صحیح بخاری کی آخری حدیث پڑھائی، مولانا عبدالقیوم حقانی بھی مدعو تھے، حقانی صاحب نے مفصل خطاب فرمایا، اضیاف کے لئے دسترخوان سجایا گیا، علماء اولیاء اور صلحاء سے دسترخوان کو رونق ملی۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب حقانی صاحب کے ساتھ خصوصی مشاورت میں مصروف رہے، احقر بھی قریب میں بیٹھا ساری باتیں سن رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے حقانی صاحب کو ملکی سطح پر اپنی بنائی جانے والی تحریک سے آگاہ کیا، مشن کے حوالے سے ان پر اعتماد کرتے ہوئے پرزور مخلصانہ دعوت دی، اور یہ بھی

فرمایا: سرحد، پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں آپ میرے ایک فعال نمائندے کے طور پر کام کریں گے اللہ نے آپ کو قلم بھی دیا ہے اور زبان بھی، اور ماہنامہ رسالہ بھی، مجھے یقین ہے آپ کے ذریعہ یہ مشن آگے بڑھے گا، شیخ الحدیث مولانا مفتی حمید اللہ جان، شیخ الحدیث مولانا فضل محمد صاحب، اور دیگر مشائخ وزعماء آپ کی بھرپور سرپرستی کریں گے، حقانی صاحب نے عرض کیا: حضرت ایک تو میری طبعی افتاد، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کی ہے، دوسرا جامعہ ابوہریرہ کے تمام اُمور کی تمام تر ذمہ داری میرے سر ہے، میسر وقت میں شرح صحیح مسلم پر کام کر رہا ہوں جس کے لئے میں نے اسفار بھی کم کردیئے ہیں، تحریکی کام ہمہ وقت توجہ چاہتا ہے، شرح صحیح مسلم کا کام ادھورا رہ جائے گا، جامعہ ابوہریرہ کے کام میں خلل آئے گا۔ درس و تدریس کا نقصان اس پر مستزاد، سب سے بڑی بات یہ کہ میرا مزاج تحریکی نہیں، تدریسی اور تصنیفی ہے، آپ کے دیئے ہوئے مشن میں آگے نہیں بڑھ سکوں گا، اللہ نہ کرے کہ آپ کے دل کو ٹھیس پہنچے اور آپ کے دیئے گئے بڑے ہدف میں میں ناکام رہوں۔

بہرحال! حقانی صاحب آخر تک اعذار وعوارض اور انکار پر اصرار کرتے رہے شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ نے فرمایا: آپ استخارہ کرلیں، یہ بڑا کام آپ کی جھولی میں ڈال رہا ہوں، حقانی صاحب نے حضرت کے اصرار اور بار بار استخارے کی تاکید پر عرض کیا: حضرت مجھے تو آپ کی دُعا مطلوب ہے، آپ میرے محبوب اور مطلوب آئیڈیل ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی توجہ اور دعاؤں میں میرا حصہ بنتا رہے، جیسے تیسے بھی بن پڑا میں قلمی حوالے سے، تحریر وتقریر کے حوالے سے آپ کی حمایت کرتا رہوں گا، لیکن عہدہ اور منصب قبول کرنا میرے لئے بہرحال مشکل ہے، گفتگو تفصیلی تھی، دونوں طرف سے محبت، اخلاص، شفقت اور خدمت کے جذبات کا اظہار تھا اور میں راز و نیاز کی اس تمام تر گفتگو کا ہمراز تھا............ ع وہ بھی کیا راز ہے جس کا کوئی ہمراز نہ ہو

عیادت اور بیمار پرسی کا اہتمام

جامعہ ابوہریرہ کے دفتر میں مصروفِ کار تھا، سامنے دیکھا مہمانوں کی کار آکر رُکی، نظر پڑی دیکھا تو شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب گاڑی سے اتر رہے ہیں، ان کے ساتھ ان کے بڑے صاحبزادے مولانا امجد علی شاہ بھی اُتر آئے ہیں، میں نے استاذِ مکرم مولانا حقانی کو اطلاع کردی موصوف پہنچ گئے، مولانا امجد علی شاہ لپک کر آگے بڑھے، مولانا حقانی سے عرض کیا: حضرت والد مکرم کو آپ کی علالت کی خبر سے بڑا رنج ہوا، مجھے کہا: چلو چلتے ہیں۔ مولانا حقانی کی بیمار پرسی کرلیں گے، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نے فرمایا: تمہاری علالت کا پرسوں سے سنا تھا، دُعائیں کرتا رہا، آج عزیزم امجد علی شاہ سے کہا: مجھے حقانی صاحب کے پاس لے جاؤ عیادت بھی ہوجائے گا اور کچھ درپیش بعض اہم اُمور پر باہمی مشاورت بھی ہوجائے گی، اللہ کا شکر ہے آپ کو اچھی حالت میں پایا اللہ شفا دے، عافیت دے اور قوم وملت اور علومِ نبوت کی خدمت کے زیادہ سے زیادہ مواقع عطا فرمادے۔ (آمین)

انسانی ہمدردی کی نادر مثال

مولانا عبدالقیوم حقانی کے ایک دوست پشاور سے اغواء کر لئے گئے، اغواء کاروں نے پانچ کروڑ کا مطالبہ کر دیا۔ مولانا حقانی نے مجھے ساتھ لیا، ڈاکٹر صاحب کے سامنے ساری صورتِ حال رکھ دی، ڈاکٹر صاحب موصوف کو بڑا دکھ پہنچا، فرمایا: چلو چلتے ہیں، وزیرستان جانا پڑے یا افغانستان میں بھی تمہارے ساتھ جاتا ہوں تحقیق کریں گے، اللہ کریم مدد کرے گا، حقانی صاحب نے عرض کیا: حضرت! اب نہیں، آپ دورۂ حدیث کے اسباق پڑھا رہے ہیں طلبہ کے اسباق کا ناغہ ہوگا، صحیح صورتِ حال بھی ابھی تک واضح نہیں کہ وہ کہاں ہے کن کے پاس ہے اور اغواء کار کون ہیں؟

دوسرے روز حضرتؒ نے پیغام بھیجا، میں تمہارے ساتھ ہر وقت ہر جگہ جانے کے لئے تیار ہوں، اور اس سلسلہ میں جو قربانی بھی دینی پڑے مجھے خوشی ہوگی۔ حقانی صاحب نے ہم لوگوں سے کہا: دیکھو! اس درویش خدامست کو، کس قدر خلوص ہے، کس قدر والہیت ہے، انسانی ہمدردی کا کیا جذبہ ہے، ظلم اور جبر واستبداد کے خلاف خود میدانِ عمل میں اُتر رہے ہیں۔ حقانی صاحب نے عرض کیا: فی الحال صورتِ حال واضح نہیں ہے، چند روز بعد پھر شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ نے پوچھا: کیا بنا؟ حقانی صاحب نے عرض کیا: بات جوں کی توں برقرار ہے۔ فرمایا: میرے لئے کوئی عذر مانع نہیں ہے جو ممکنہ خدمت' تعاون اور جس حد تک ہو سکے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ حقانی صاحب نے حضرت کی عمر' عوارض، امراض اور مشاغل کے پیش نظر ہم خدام سے کہا کہ حضرت کو تکلیف دیے بغیر حضرت ہی کی توجہ اور دعا سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ حقانی صاحب نے عرض کیا: حضرت آپ کی بھر پور توجہ اور دُعا مطلوب ہے، آپ جس بے قراری سے مسئلہ میں دلچسپی لے رہے ہیں، اللہ کریم آپ کی دُعاؤں کی لاج رکھے گا، اور مسئلہ ضرور حل ہو جائے گا۔ پھر یہی ہوا کہ مسئلہ حل ہو گیا، حضرت کو خبر پہنچی، بہت خوش ہوئے، حقانی صاحب سے فرمایا: تمہاری بے چینی اور بے قراری میرے لئے ناقابل برداشت تھی، تمہارے تعلیمی، تصنیفی اور تدریسی اُمور متاثر ہو رہے تھے، اللہ کا شکر ہے اللہ پاک نے عُسر کو یُسر سے بدل دیا۔

شرح صحیح مسلم کی تکمیل کی فکر

کراچی کے مولانا ضیاء الدین پیرزادہ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کی خدمت میں حاضر تھے، انہوں نے حقانی صاحب سے فون پر رابطہ کیا۔ حقانی صاحب نے فرمایا: مولانا پیرزادہ حضرت ڈاکٹر صاحب کے کراچی کے حوالے سے بہت قریبی ساتھی اور مخلص خادم ہیں، حضرت کو بھی ان سے شفقت ومحبت کا خصوصی تعلقِ خاطر ہے، وہ

حضرت کے پاس ہیں چلیئے چلتے ہیں، پیرزادہ صاحب سے ملاقات بھی ہوجائے گی انہیں جامعہ ابوہریرہ لے آئیں گے، اورحضرت کی زیارت، عیادت کی سعادت کے ساتھ ساتھ ان سے دُعائیں بھی مل جائیں گی۔

ہم لوگ حضرت کے دولت کدے پر پہنچ گئے پردہ کرا کے حضرت سے ملاقات کرائی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے حقانی صاحب کو دیکھا تو بے حد خوش ہوئے اور بڑے بے تکلف ہوگئے، ملکی صورتِ حال' دنیائے کفر کے ناپاک عزائم اور دینی قوتوں کے اتفاق و اتحاد کے حوالے سے تفصیلی گفتگو فرمائی، پیرزادہ صاحب نے حقانی صاحب کے ساتھ آنا تھا، انہیں تحائف دیے۔

حقانی صاحب سے شرح صحیح مسلم کے کام کے بارے میں دریافت فرمایا، کام کی رفتار کا سن کر بڑے مطمئن ہوئے، فرمایا: یہ آخری جلدیں مجھے نہیں پہنچی بھجوادیں، فرمایا: شرح صحیح مسلم کا کام بہت ضروری ہے، اسفار کم کردو، غیرضروری مشاغل ترک کردو، شرح صحیح مسلم پر بھرپور توجہ دو، اللہ نہ کرے کہ یہ کام نامکمل رہ جائے، میری تو دلی دُعا ہے اور یہی تمنا ہے کہ اللہ پاک تکمیل کی توفیق عطا فرمادے۔ یہ جامعہ ابوہریرہ کی طرح جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور حقانی برادری کے لئے ایک قابل افتخار کارنامہ و بہت بڑا اِعزاز ہے۔

متاعِ سفر

حقانی صاحب کراچی کے دینی مدارس کے سالانہ اجتماعات میں خطاب کے حوالے سے مدعو تھے، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کو بھی کراچی میں مختلف مقامات پر خطاب کرنا تھا۔ ہم لوگ ائرپورٹ سے باہر نکل رہے تھے۔ میں نے کراچی ائیرپورٹ پر دیکھا شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب تن تنہا تشریف لارہے ہیں، ہاتھ میں رومال کی گٹھڑی ہے، ایک عظیم محدث، ایک عظیم جرنیل، اور عظیم مذہبی پیشوا، ہاتھ میں نہ بریف کیس، نہ شاندار قیمتی بیگ، نہ بکسہ، نہ خوبصورت شاپر، سادگی، تواضع اور بے تکلفی کا یہ منظر آپ پڑھ کر حیران ہوں گے۔ ہاتھ میں رومال کی ایک گٹھڑی ہے اسے بغل میں دبائے ائیرپورٹ سے باہر نکل رہے ہیں، مجھے جستجو تھی کہ گٹھڑی میں کیا ہے؟ جامعہ اسلامیہ کلفٹن میں چند لمحے ایک کمرے میں یکجا گزارے، مجھے وہی تجسس تھا کہ حضرت کی گٹھڑی دیکھوں گا، اندر کیا کیا سامانِ سفر ہے، آخر ایک موقع ایسا بھی آیا کہ حضرت نے کپڑے بدلنے تھے، گٹھڑی کھولی گئی دیکھا تو اندر کپڑوں کے دو جوڑے تھے، جسے رومال میں باندھ کر گٹھڑی بنادی گئی تھی۔

یہ تھا وقت کے عظیم خطیب' محدث و مفسر' مجاہد و رہبر' جرنیل' درویش خدامست' مردِ قلندر حضرت ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ کا زادِ راہ یا متاعِ سفر۔